فرقہ وارانہ فسادات کیوں؟

جیوتر موئی باسو ممبر پارلیمنٹ

شری جیوتر موئی باسو (مارکسی کمیونسٹ پارٹی)

جناب والا۔ ہم لوگوں کا خیال ہے کہ جنتا پارٹی کے برسر اقتدار آنیکے بعد آر۔ ایس۔ ایس یہ بات سمجھے گی کہ عوام نے انھیں بھاری اکثریت کے ساتھ منتخب کیا ہے اور اب فرقہ داریت کیلئے کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن اس معاملہ میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ فرقہ داریت میں ان کا ہاتھ ہے اور اس بات کے جھٹلانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

برسر اقتدار جماعت کے ہاتھ میں فرقہ وارانہ فسادات ہمیشہ سے ایک حربہ رہے ہیں انگریزوں نے یہ وطیرہ شروع کیا تھا، اور اسے کمال پر پہنچا دیا۔ تیس برس کے راج میں کانگرس نے بھی یہی وطیرہ اختیار کیا۔ اس سلسلہ میں کیا کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ملکی انتظامیہ مشینری کی از سر نو تشکیل ہونی چاہئے۔ تاکہ جو فساد زدہ علاقہ ہے وہاں اسے عوام کا اعتماد حاصل ہو سکے۔ سنہ ۱۹۶۷ء کے رانچی کے فسادات پر مبنی دیال رپورٹ اور ۱۹۶۹ کے احمد آباد کے فسادات پر مبنی ریڈی رپورٹ میں اس پہلو پر خاصا زور دیا گیا ہے۔۔ اس سلسلہ میں کوئی بھی بے عملی عوام کو کس حد تک برگشتہ کر سکتی ہے۔ یہ بات بھیونڈی جلگاؤں۔ اور مہاڈ کے فسادات پر مدن کمیشن سے واضح ہو جاتی ہے۔ اگرچہ یہ رپورٹ فسادات کے کئی سال کے بعد آئی تھی اور اسوقت تک اس کی صرف علمی حیثیت رہ گئی تھی۔

ضرورت ہے کہ ہم اس معاملہ کی تہ میں جائیں۔ اور سطحی معاملات پر ہی نہ رہ جائیں۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ جب بھی انگریز حکمراں آزادی کے علمبرداروں، مزدوروں یا کسانوں کو کسی عوامی تحریک کو کچلنا چاہتے تھے تو وہ ایک فرقہ وارانہ فساد کروا دیا کرتے تھے۔ جب کبھی ہندو، مسلمان اور

دوسرے فرقے ایک پلیٹ فارم پہ جمع ہو کر سرمایہ داروں اور استحصال کرنے والوں سے ٹکر لیتے تھے تو ایک فرقہ وارانہ فساد کروا دیا جاتا تھا۔ تاکہ یہ تنظیم تتر بتر ہو جائے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ۱۹۷۱ میں جب مسز گاندھی غریبی ہٹاؤ کے جھوٹے نعرے کی بنا پر اکثریت سے منتخب ہوئی تھیں، اس وقت علی گڑھ میں ایک فساد ہوا تھا۔ یہاں اس کا موقع نہیں ہے کہ اس کی تفصیل میں جاؤں کہ اس وقت کیا ہوا تھا۔ آپ اب دیکھ رہے ہیں کہ وہی لوگ کانی مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں۔ میرے پاس اعداد و شمار ہیں جو وزارت داخلہ کی سالانہ رپورٹ پر مبنی ہیں کہ جب ۱۹۶۷ میں مسز گاندھی کی کانگریس برسرِ اقتدار آئی تو ۴۶۹ فرقہ وارانہ فساد ہوئے تھے۔ اس کے بعد سے فسادات کا سالانہ گوشوارہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

۱۹۶۸ - ۳۴۶، ۱۹۶۹ - ۵۱۹، ۱۹۷۰ - ۵۲۱، ۱۹۷۱ - ۳۲۱، ۱۹۷۲ - ۲۴۰

۱۹۷۳ - ۲۴۲، ۱۹۷۴ - ۲۴۸، ۱۹۷۵ - ۲۰۵، ۱۹۷۶ - ۱۶۹، ۱۹۷۷ - ۱۸۸

چنانچہ کانگریس کے زیرِ دور حکومت میں فسادات کا سالانہ اوسط ۲۸۷ تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ آر ایس ایس اور فرقہ وارانہ طاقتوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ لوگ مصیبت کھڑی کر رہے ہیں۔ جب شری چوان جب وزیرِ داخلہ تھے اس دور میں کئی فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا تھا۔

ایک معزز مہمان پہلے یا بعد میں۔

شری باسو پہلے بھی اور بعد میں بھی، اور فساد کے دوران بھی میں نے کٹک، کلکتہ، میرٹھ اور احمد آباد کا دورہ کیا تھا۔ فسادات بھونڈی، رانچی اور بھاگلپور میں بھی ہوئے تھے۔ ایک بات ہم خوب سمجھتے ہیں اور وہ ہے مسز گاندھی کی حکومت اور آر ایس ایس کا رشتہ۔ یہاں ایک صاحب ہوا کرتے تھے شری ہنسراج گپتا۔ ان کا آر ایس ایس کے ہائی کمان میں دوسرا نمبر ہوا کرتا تھا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہی وہ شخص تھا جس نے دلی میں ایک عام جلسے میں کہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ انھیں مکہ چلے جانا چاہئے اور کمیونسٹوں کیلئے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے انھیں بھی کریملن چلے جانا چاہئے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ اسے کیا انعام دیا گیا۔ پدم بھوشن کا خطاب۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ انھیں پدم بھوشن کا خطاب کیسے ملا۔ پدم بھوشن کے جواز میں مسز گاندھی سے ایک لمبا جواب ملا۔

ایک دوسری تنظیم بھی ہے جسے آنند مارگ کہتے ہیں۔ اسے بھی مسز گاندھی کی حکومت مالی امداد دے رہی تھی۔ دراصل میرے پاس تحریری شہادت موجود ہے۔

جناب نائب اسپیکر بلاشبہ آپ نے وہ خط پڑھا ہے جو مسز گاندھی کی ایمرجنسی کے دوران شری بالا صاحب دیورس نے لکھا تھا۔ اور جس میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی اور اس ڈسپلن کی تعریف کی گئی تھی۔ جو ایمرجنسی کی بناپر آیا تھا۔ دراصل یہ خط باہمی دوستی اور مفاہمت کی بنیاد پر لکھا گیا تھا۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ شری ڈی پی مشرا کی تحویل میں جو کبھی مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ رہے تھے۔ اس مواد کی فوٹو کاپیاں موجود تھیں جو انھوں نے اس زمانے میں جمع کیا تھا جب شری گولوالکر جیل میں رہے تھے مسز گاندھی کو اس بات کا علم تھا لیکن اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا اس لئے کہ دونوں کے درمیان ایک مفاہمت تھی۔ یہ بات آپ جانتے ہیں۔

یہ وزارت داخلہ کے معاملہ میں آنا دلچسپ امر ہے کہ اگر آپ فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلہ میں جو اقدامات کئے گئے۔ یا جن لوگوں پر مقدمے چلائے گئے۔ اور سزائیں دی گئیں اگر آپ اس کی تفصیل جاننا چاہیں تو ہرگز نہیں ملے گی۔ ان اعداد وشمار کے جمع کرنے میں مجھے خاصی دشواری کا پیش آئی اور بدقسمتی سے یہ صرف ۱۹۷۲ء تک کے ہیں۔ اور ۱۹۷۲ء تک جو لوگ فسادات میں مارے گئے ان کی مجموعی تعداد ۱۰۷۳ تھی۔ جناب والا یہ وزارت داخلہ کے اعداد ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمان اس ملک میں چھوٹے سیاست دانوں کے ہاتھ شطرنج کے مہروں کی طرح تھے جنہیں وہ جس طرح چاہتے تھے استعمال کرتے تیس سال تک مسلمانوں کو انتخابات کے موقع پر مہروں کی طرح استعمال کیا گیا اور بعد میں انھیں جس طرح چاہا دبایا گیا۔

جناب والا۔ فسادات شروع کرائے جاتے تھے اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ جب مسز گاندھی برسر اقتدار آئیں تو کیا ہوا۔ نیشنل انٹیگریشن کونسل کی جون ۱۹۶۸ء کی قرارداد اور اسی کونسل کے ایک ورکنگ گروپ کی نومبر ۱۹۷۰ء کی سفارشات اور مختلف تحقیقاتی کمیشنوں کی رپورٹوں کا کیا حشر ہوا۔ ان کی چھان بین ضرور کی گئی۔ اور کہا یہ گیا کہ جہاں تک قانونی کارروائی کا سوال ہے ان سفارشات پر پورا عمل درآمد کیا گیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ جہاں تک ان سفارشات کا تعلق ہے جو نظم ونسق میں تبدیلی لانا چاہتی ہیں ان پر کوئی توجہ نہ دی گئی مصیبت یہ ہے کہ آپ کوشش کرتے ہیں۔ پوری مشق کی جاتی ہے اور جب کارروائی کا وقت آتا ہے تو آپ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جناب والا موجودہ حکومت نے بھی اس رویہ سے انحراف کا کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ اور میں پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کی کارپردازی میں آر۔ ایس ایس پوری طرح سے دخیل ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگرچہ ہم نے جمہوریت کو بحال کرنے کے

لیے ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جدوجہد شروع کی تھی۔ تاکہ ملک کو فسطائی طاقتوں سے چھٹکارا دلایا جا سکے اب ہمارے لیے اس بات کی مذمت کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ موجودہ حکومت کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد مسلمانوں کے ذہن میں ایک خوف کا احساس جاگزیں ہو گیا ہے۔ اور یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اپنے پرانے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔

جناب والا۔ آپ کو معلوم ہے کیا ہوا۔ آج ہم علیگڈھ کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ اور ہم ان لوگوں کی [illegible] پس پردہ کام کیا ہے پر زور اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مذمت کرتے ہیں۔ ایک روز ہم نے سنا کہ اس وقت کے وزیر اعظم کے دولت خانہ سے تھوڑی دیر کے اندر صدر بازار میں فریدہ نامی اکیس سالہ لڑکی پر سی آر پی کے جوانوں نے تین بار گولی چلائی جب کہ وہ اپنے مکان میں موجود تھی جو دوسری منزل پر واقع تھا۔ یہ جولائی میں ہوا تھا اور یہ صرف آر ایس ایس نہیں ہے بلکہ پوری انتظامیہ ہے جس نے کانگریس کے تیس سالہ دور حکومت میں یہی کیا ہے اور اب بھی یہی کئے جا رہے ہیں۔

جناب والا۔ اگر وزارت داخلہ پارلیمنٹ کی میز پر ملک کی پولس فورس اور نیم مسلح فورس کے بارے میں اعداد و شمار پیش کرے تو اس میں مسلمانوں کی تعداد شاید نہیں کے برابر ہو گی۔

آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ جب میرٹھ میں فساد ہوا تھا تو پروفیسر ہیرن مکرجی اور مرحوم باقر علی مرزا اور مرحوم این سی چٹرجی اور میں وہاں دورہ کرنے گئے تھے۔ اور معلوم ہوا تھا کہ جبکہ میرٹھ میں مسلمانوں کی تعداد ۴۰ فیصدی تھی۔ پولس کا ایک بھی کانسٹیبل، انسپکٹر یا سب انسپکٹر مسلمان نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے اس بارے میں معلومات کی کہ آخر ایسا کیوں ہے۔ آخر اس کی کیا توضیح کی جا سکتی ہے۔ ہر سال ڈیفنس سروس میں کتنے مسلمان بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اور کتنے مسلمان نیم مسلح فورس میں لئے جاتے ہیں، اس ایوان کو اس کا حق ہے کہ وہ یہ جانے۔ مجھے معلوم ہے کہ مرحوم محمد صادق نے جو کشمیر کے وزیر اعلیٰ تھے ایک دن مجھے بتایا تھا کہ وہ جب سے برسر اقتدار آئے ہیں گھوڑ سوار فوج میں پونچھ کے علاقے کے لوگوں کی بھرتی روک دی گئی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ ان کی بھرتی روک دی گئی تھی میں نے اس کے بارے میں اس وقت کے وزیر دفاع سردار سورن سنگھ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ ان کے پاس اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہیں تھا۔ یہ اندرونی کہانی ہے۔

دیکھا جائے تو ایک بھی کوشش ہو رہی ہے کہ ملک میں ہندو راج قائم کیا جائے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں

یہ بات ہمارے سامنے ہے۔ کبھی کھلے طور پر اور کبھی دل میں۔ لیکن ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے کہ ایسا ہو ہم اس کا موقع نہیں دے رہے ہیں کہ آپ ایسا کر سکیں۔ یہ بات میں آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں

ایک معزز ممبر :- مگر آپ نے ان کی حمایت کی تھی۔

شری سوگاتا رائے :- کیا آر۔ ایس۔ ایس فاسسٹ نہیں ہے۔

شری باسو :- جناب وزیر داخلہ۔ میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ انتظامیہ میں اس عقیدہ کے لوگوں کی بھاری گھس پیٹھ ہو رہی ہے جو ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں جب کبھی کوئی پولس [illegible] فائر ہوتا ہے اگر ہندو ہوا ہے تو جن سنگھ میں اور اگر سکھ ہوتا ہے تو اکالی دل میں شریک ہو جاتا ہے۔ یہ بہت ہی تکلیف دہ صورت حال ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے کہ انتظامیہ میں، پولس میں، نیم مسلح فورس میں اور فوج میں صرف ایسے ہی لوگ ہوں جن کی زندگی کی بنیاد فرقہ واریت پر رکھی گئی ہو۔ یہ وہ کینسر ہے جو پچھلے تیس برس میں بڑھ گیا ہے اور آپ کو اسے نیست و نابود کرنا ہوگا۔ ہم لوگ ۱۹۶۸ء کے فسادات کے دوران میرٹھ گئے تھے، اور کلکٹر سے ملے تھے۔ ہم لوگ چار آدمی تھے۔ اور ہم نے پوچھا کہ ہسپتال میں فساد میں زخمی ہونے والے کتنے لوگوں کو بھرتی کیا گیا تھا۔ کلکٹر نے ایک رجسٹر جیسی چیز میں دیکھ کر بتایا کہ ۵۳ لوگوں کو بھرتی کیا گیا تھا۔ ہم لوگ اس کے کمرے سے نکلے اور سیدھے ہسپتال کا رخ کیا۔ سپرنٹنڈنٹ سے معلوم ہوا کہ اس میں بھرتی ہونے والوں کی تعداد ایک سو دس تھی۔ یہ سرکاری اعداد و شمار کا حال ہے۔ اس شخص کے خلاف جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے تعینات تھا کوئی کارروائی نہ کی گئی، وہ براہ راست خبریں گھڑ رہا تھا۔ چوہان صاحب اس وقت وزیر داخلہ تھے۔ لیکن وہ ان بیانات کو بھول چکے ہیں، جو انہوں نے اس وقت دیئے تھے۔ مسز گاندھی وزیر اعظم تھیں۔ بقیہ کوئی چیز نہیں بدلی ہے۔ صورت حال وہی ہے اور وہی طریقہ عمل ہے۔

شری سوگاتا رائے :- اصل موضوع سے آپ ہٹ رہے ہیں۔

شری باسو :- میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا۔

علی گڑھ میں سول لبرٹیز کی عوامی یونین نے ایک سروے کیا، اور انہوں نے انتہائی غیر جذباتی طور پر پوری صورت حال کا تجزیہ کیا ہے۔ ان کے سروے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فساد کا فوری سبب ایک ہندو جرائم پیشہ پہلوان بھورا تھا۔ جسے غنڈوں کے ایک گروہ نے چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ بھورا کانگریس آئی کا حامی تھا۔ لیکن جیسے ہی اقتدار میں تبدیلی ہوئی اور جنتا پارٹی نے میلے کے

دروازے کھول دیئے اور ہر ایرے غیرے کو ٹکٹ ملنے لگا تو وہ ان کا حامی بن بیٹھا درا صل ان لوگوں کا کوئی سیاسی کردار ہے ہی نہیں، نہ ادھر اور نہ ادھر۔

یہ بھی علی گڑھ کے فساد کی ابتدا اور بنیادی سبب اور میرے دوست مجھ سے متفق ہونے ہوں گے کہ یہ فساد دھورا کی جانو زلی کی اس واردات سے شروع ہوا اور پھیل گیا۔ لوگ تو تاک ہی میں تھے اور سرکاری حکام نے سوچا کہ انھیں بعض سیاستدانوں کو خوش کرنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آیا۔ ان کی دانست میں سیاستدانوں کو خوش کرنے سے ان افسروں کے ترقی کے راستے کھل جاتے تھے چنانچہ افسروں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور عالات کو بگڑنے کا موقع دیا گیا۔ اور لوگ انتہائی بھرے ہوئے تھے۔ جیسا کہ ایک میرے عزیز دوست نے بتایا ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بل ان لوگوں کو بہت عزیز ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی کا اقلیتی کردار برقرار رہے۔ یہ بل اس وقت بھی معلق تھا اور آج بھی ہے کوئی فیصلہ نہ کیا جا سکا تھا۔ ہم بھی عجیب لوگ ہیں ایک مذبذب صورت حال کے غلام۔ آپ اس سوال پر ایک قومی مباحثہ کیوں نہیں کرواتے۔ اور ایک بار کوئی فیصلہ کیوں نہیں کر لیتے تاکہ یہ کہا جا سکے کہ یہ باب اب ختم ہو گیا۔

مادام یہ نہیں کہا گیا۔ اب سول لبرٹیز کی عوامی یونین کی ٹیم کو جو علی گڑھ گئی تھی۔ اس سلسلے میں پورا یقین ہے کہ پی اے سی نے بلا امتیاز گولیاں چلائیں۔ اور مسلم گھروں کو نشانہ بنایا گیا۔ خاص طور سے مانک چوک کے علاقہ میں ہندوؤں کے اونچے مکانات کو پی۔ اے۔ سی نے مشاہدے کی میناروں کی طرح استعمال کیا تاکہ آس پاس کے مسلم گھروں پر گولیاں چلائی جا سکیں۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ مرنے والوں کی تعداد ۱۲ تھی جب کہ صرف مانک چوک میں ۱۲ آدمی مرے تھے۔

لیکن رپورٹ جو جنتا پارٹی کے بائی کمان کو پیش کی گئی ہے، ایک ایسا باب بھی شامل ہے جو آر۔ ایس۔ ایس کی رویہ کی کھلی مذمت کرتا ہے لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ اس باب کو دبا دیا گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ جنتا پارٹی ہائی کمان اس بات پر روشنی ڈالے۔

ڈاکٹر سبرامنیم سوامی :- آپ سول لبرٹیز کی عوامی یونین کی ٹیم سے کیوں نہیں پوچھتے

شری باسو :- ہم یہ بات انھیں حلقوں سے جاننا چاہتے ہیں۔

مادام۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ عدالتی تحقیقات ایک مذاق بن کر رہ گئی ہے

جناب اسپیکر :- مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے

شری باسو : علی گڑھ کے ۱۹۷۱ کے فسادات پر اتھر کمیشن کی رپورٹ جو تین سال
سے بعد پیش کی گئی تھی اس ایوان میں کبھی دیکھنے کو نہیں ملی . یہ کبھی چھاپی نہیں گئی اور نہ کوئی کارروائی
کی گئی اور مجرم . سرکاری حکام ، پولیس افسران ، جو لوگ براہ راست یا بالواسطہ طور پر فساد میں ملوث
تھے ان پر کوئی آنچ نہ آئی . اور تیس سال کے کانگریس کے راج میں کسی ایک کو علیگڈھ میں سزا نہیں دی
گئی . جبکہ اس دوران میں یہاں .... فساد ہوئے .

میں علی گڈھ یونیورسٹی کے لوگوں کو خراج تحسین ادا کرتا ہوں . طلبا اور اساتذہ اور یونیورسٹی
کے سارے عملہ کو جنہوں نے اس فرقہ وارانہ حماقت کو یونیورسٹی کی حدود میں کبھی داخل [illegible] دیا حالانکہ
یونیورسٹی کا ایک کلرک پولس کی گولی سے ہلاک ہوا تھا . یونیورسٹی کا کیمپس فساد زدہ لوگوں کے لئے پناہ
گاہ بن گیا . ایوان کو یہ بات تسلیم کرنی چاہئے اور ہماری مبارکباد طلبا ، اساتذہ اور یونیورسٹی کے
عملہ کو بھیجنی چاہئے .

ضرورت اس امر کی ہے کہ کچھ تجویزیں پیش کی جائیں . لیکن میرے پاس وقت کم ہے اور
میں اس پر اکتفا کروں گا کہ سرکار ٹھوس قدم اٹھائے . میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ ممبران پارلیمنٹ
کی اسٹینڈنگ کمیٹی ، کا کیا ہوا جس کے بارے میں تین چار ماہ قبل خود وزیر اعظم نے بات چیت کی تھی
میں چاہوں گا کہ جواب میں یہ امر بھی شامل کیا جائے . ہمیں اس سوال کا واضح جواب چاہئے .

اب مجھے کچھ اور نہیں کہنا ہے . بہت بہت شکریہ .

لوک سبھا میں
۲ دسمبر ۱۹۷۸ء

نسٹ پارٹی (مارکسی)
قیمت ۲۵ پیسے

پرنٹر پبلیشر ـ جے پال سنگھ ، سکریٹری دلی اسٹیٹ کمیٹی ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی (مارکسی)
۱۴ ، وٹھل بھائی پٹیل ہاؤس ، رفیع مارگ ، نئی دہلی . قیمت ۲۵ پیسے
(جمال پریس ، دہلی)